OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

انتہاپسندی کی ماہیت: اسلامی اور مغربی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

The Essence of Extremism: A Comparative Analysis in Islamic and Western Perspectives

Dr Humera Naz
Assistant professor, Minhaj University, Lahore
Muhammad AbuBakar
Lecturer, Minhaj University, Lahore

Abstract

In the lexicon, an "extremist" (as it's called in English) refers to an individual who desires the ultimate or extreme of any action or thing. It stands in contrast to a "moderate." While the literal meaning of the word is very broad, it's regrettable that in our society, this term is often exclusively linked with religion. In reality, the scope of this word encompasses numerous fields, including religion, politics, social behavior, ethics, beliefs, and many others Islam is a religion entirely devoted to peace; it seeks to foster peace and safety in every aspect of life. No other religion emphasizes understanding and conciliation more than Islam. There is no compulsion, oppression, injustice, or violation of rights in Islam. Instead, its approach in every matter is judicious and tolerant. Islam is a religion of moderation and balance. Anyone who examines Islamic teachings, be it Quranic verses or Hadith, will realize that the foundations of Islamic injunctions are built upon moderation, balance, ease, and expansiveness, having no connection whatsoever with violence, torture, or extremism. In

CC BY

contrast, an element of extremism is prominent in Western thoughts, ideologies, political and economic systems, and laws. What could be greater extremism than the current behavior of Western governments concerning Iraq, Palestine, Gaza, Kashmir, and Afghanistan? Similarly, to create confusion in the minds and thoughts of Muslims, Western powers have established numerous institutions based on "Orientalism".Today, the word "extremism" has become common parlance among everyone, yet the truth is that the very powers demonstrating extraordinary sensitivity about this extremism are the ones who's inequitable, or rather, whose misuse of power and extremist policies have brought the world to the brink of destruction. Since we are in an era dominated by "media war" and "diplomacy," anti-Islamic forces exploit electronic, print, and social media to conceal their own wrongdoings, unfairly blaming the oppressed Muslims.There is also a clear distinction between the non-extremist and non-dogmatic thinking found in Islamic and Western thought and ideologies. Islamic and Western extremism have varying global impacts. This paper will present research on the nature of extremism and its comparison within Islamic and Western contexts.

.Key Words: extremist, Religion, extremism, Islamic, Thinking, Western

تمہید

انتہاء پسند (جسے انگریزی میں "Extremist" کہتے ہیں) لغت میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی کام یا چیز کی انتہاء چاہتا ہو، یہ اعتدال پسند "Moderate" کی ضد ہے، لفظ کے ظاہر سے اس کا مفہوم و معنی بہت وسیع ہے، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ لفظ صرف مذہب کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے، حالاں کہ اس لفظ کے دامن میں مذہب، سیاست، معاشرت، اخلاق، عقائد و اعتقادات اور کئی دیگر شعبے بھی آتے ہیں۔ اسلام سراپا امن والا مذہب ہے، اسلام ہر طرف امن و سلامتی دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلام سے زیادہ افہام و تفہیم کا قائل کوئی دوسرا مذہب نہیں ہے۔ اسلام میں نہ جبر

واکراہ ہے، نہ ظلم وزیادتی ہے، نہ حق تلفی اور ناانصافی ہے، بلکہ ہر معاملے میں اس کا رویہ مصلحت آمیز اور روادارانہ ہے۔ اسلام میانہ روی اور اعتدال کا مذہب ہے، جو شخص اسلامی تعلیمات میں غور کرے گا چاہے وہ قرآنی آیات ہوں یا احادیث ہوں، وہ محسوس کرے گا کہ اسلامی احکام کی بنیادیں میانہ روی، اعتدال، سہولت اور کُشادگی پر قائم ہیں اور تشدد، تعذیب اور انتہا پسندی کا اس سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں۔ جبکہ مغربی افکار، نظریات، نظامِ سیاست و معیشت اور قوانین میں انتہا پسندی کا عنصر نمایاں ہے۔ حالیہ تناظر میں عراق، فلسطین، غزہ، کشمیر اور افغانستان وغیرہ کے حوالے سے مغربی حکومتوں کا جو طرزِ عمل ہے اس سے بڑھ کر اور کیا انتہا پسندی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے افکار و نظریات اور ذہنوں میں الجھاو پیدا کرنے کے لیے اہل مغرب نے "استشراق" پر مبنی کئی ادارے تشکیل دئے ہیں۔ آج دنیا میں انتہاء پسندی کا لفظ زبان زدعام وخاص ہو چکا ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ جو طاقتیں اس انتہاء پسندی کے حوالے سے زیادہ غیر معمولی حساسیت کا مظاہرہ کر رہی ہیں، انہی طاقتوں کی غیر مساویانہ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ طاقت اور توازن کے غلط استعمال اور انتہاء پسندانہ پالیسیوں نے دنیا کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ آج چوں کہ "میڈیا وار" اور "ڈپلومیسی" کا دور دورہ ہے، اس لیے اسلام دشمن قوتیں اپنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لیے الیکٹرونک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا کا سہارا لے کر سارا ملبا مظلوم مسلمانوں پر ڈال دیتی ہیں۔ اسلامی اور مغربی افکار و نظریات کی طرح غیر انتہا پسندی اور غیر اصول پسندی پر مبنی سوچ میں بھی واضح فرق ہے۔ اسلامی اور مغربی انتہا پسندی کے عالمی سطح پر مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مقالہ ھذا میں باحث انتہا پسندی کی ماہیت اور اسلامی و مغربی تناظر میں تقابل پر مبنی تحقیقات پیش کرے گا۔ انتہا پسندی ایک ایسا عالمی رجحان ہے جس نے نہ صرف معاشروں کی فکری و نظریاتی بنیادوں کو ہلا ڈالا ہے بلکہ انسانی زندگی کے سیاسی، سماجی اور مذہبی پہلوؤں پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

انتہا پسندی کا لغوی معنی

انتہا پسندی کے لیے عربی میں لفظِ تطرّف استعمال ہوتا ہے، جو باب تفعّل سے ہے، اور اس کی اصل طرف یطرف طرفاً ہے۔ ابن فارسؒ کہتے ہیں کہ ط، ر اور ف کے دو مادے ہیں، پہلا مادہ کسی چیز کے کنارے پر دوسرا کسی عضو کی حرکت پر دلالت کرتا ہے۔[1] طرف کنارہ کے معنی میں مستعمل ہے، جس کی جمع أطراف ہے، عربی میں کہا جاتا ہے: طرّفت المرأة بنا نہا تطریفاً[2] یعنی عورت نے اپنی انگلی کے پوروں پہ مہندی لگائی۔ طرف کسی چیز کے جز کو بھی کہا جاتا ہے۔[3] اسی طرح تطرّف کا اطلاق کسی چیز کے قریب ہونے پر بھی ہوتا ہے، چنانچہ عربی میں کہا جاتا ہے:

تطرف الشمس[4]

یعنی سورج کا غروب ہونے کے قریب ہونا

اسی طرح عربی میں کہا جاتا ہے:

تطرف فی کذا[5]

یعنی اس نے حدِ اعتدال سے تجاوز کیا۔

انتہا پسندی کا اصطلاحی معنی

موجودہ دور میں انتہا پسندی پر جس معنی کا اطلاق ہوتا ہے وہ ایک نئی اصطلاح ہے۔ قدیم اہل علم کے ہاں یہ معنی مستعمل نہیں تھا۔ شاید یہ معنی کسی اور کی زبان میں داخل ہوا ہے۔ اس بات کی تائید بعض مترجمین کی بات سے ہوتی ہے، جنہوں نے انگریزی زبان کے لفظِ (radicalism) کا ترجمہ عربی میں انتہا پسندی کیا ہے، جیسا کہ الموسوعۃ العربیۃ العالمیۃ میں بیان کیا گیا ہے: (radicalism) انتہا پسندی ایک سیاسی فلسفہ ہے، جو معاشرے میں ظلم و ناانصافی کی صورتِ حال اور اس کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے تحقیق پر زور دیتا ہے۔ radicalism لاطینی لفظ (radis) سے ماخوذ ہے، جس کا معنی جڑ یا بنیاد ہے، لہٰذا اس معنی کے اعتبار سے انتہا پسند وہ لوگ ہیں، جو ایسی چیزوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں، جنہیں وہ معاشرے میں معاشی، سیاسی اور اجتماعی برائیوں کی جڑ اور بنیاد تصور کرتے ہیں اور انہیں فوری تبدیلی کے ذریعے ختم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔(6)

انگریزی زبان میں انتہا پسندی کی تعریف یوں کی گئی ہے:

> "Extremism refers to political ideologies that oppose a society's core values and principles, including democracy, human rights, and tolerance, and often involve methods that show a disregard for the life, liberty, and rights of others(7)".

بعض قدیم اہل علم کے ہاں انتہا پسندی کا لفظ گمراہی اور شریعت کی مخالفت کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس لفظ کو گمراہی کے معنی میں ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ بعض مفسرین کے ہاں پائے جانے والے نظریاتی اختلاف کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے بعض اہل علم مفسرین وغیرہ کو دیکھا ہے، جو اپنی تفسیر کی کتابوں میں اپنے اقوال کے ساتھ موافقت رکھنے والی باتیں ذکر کرتے ہیں، جن کے فاسد ہونے کا انہیں علم یا یقین ہوتا ہے اور وہ حق پر قائم نہیں رہتے۔ یہ سب ان کی گمراہی اور بے راہروی کا نتیجہ ہے۔(8) بعض اہل علم کے ہاں یہ لفظ اعتدال کا دامن چھوڑنے اور افراط و تفریط کی طرف مائل ہونے کے معنی میں استعمال ہوا جیسا کہ "مسودہ" میں ذکر کیا گیا ہے کہ بعض لوگ محض انتہا پسندانہ اقوال ذکر کرتے ہیں اور اعتدال پر مبنی درمیانی قول ذکر نہیں کرتے۔(9) اسی طرح بعض اہل علم کے ہاں یہ لفظ، ظلم میں حد سے تجاوز کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جیسا کہ صاحب البحر المحیط نے ابن عطیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں یہ معنی ذکر کیا ہے: ولا تکسب کل نفس الا علیھا ولا تزر و ازرۃ وزر اخری ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون (10) جو شخص کوئی کمائی کرتا ہے، اس کا نفع و نقصان کسی اور پر نہیں، خود اسی پر پڑتا ہے، اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی اور کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تمہارے پروردگار ہی کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے۔ یعنی ہر نفس صرف اپنا بوجھ اٹھائے گا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، لہٰذا کسی انسان کا کسی دوسرے انسان کے گناہ کی وجہ سے مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ دنیا میں ظالم لوگ پڑوسی کے بدلے پڑوسی، دوست کے بدلے دوست اور رشتے دار کے بدلے رشتے دار کا مؤاخذہ کرتے ہیں۔ ابن عطیہؒ کہتے ہیں کہ: حکمرانوں کا کسی رشتے دار کے جرم میں اس کے رشتے دار کو پکڑنا انتہا پسندی کے زُمرے میں آتا ہے، جو کہ صریح ظلم ہے۔(11) بہر حال موجودہ دور میں انتہا پسندی کے لفظ کا جس معنی پر اطلاق ہوتا ہے، وہ اہل علم ہے ہاں معروف نہیں، بلکہ اس معنی میں اس کا استعمال ایک نئی چیز ہے۔ انتہا پسندی کی تعریف مختلف الفاظ میں کی گئی ہے، جن سب کا محور اُمورِ

دینیہ میں تشدد اور غلو کرنا ہے، ان میں سے کچھ یہ ہیں: انتہا پسندی، معملات میں سختی کرنا اور انہیں ایسے انداز سے چلانا ہے، جو میانہ روی اور اعتدال سے متجاوز ہو، نیز اس میں آسانی، نرمی اور رواداری سے پہلو تہی کی گئی ہو، خواہ ان امور کا تعلق افکار، تصورات یا احوال سے ہو یا کسی روِش سے۔[12] انتہا پسندی کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے: "غلو اور سختی کرتے ہوئے اعتدال کو چھوڑنا۔"[13] یہ تعریف انتہا پسندی کے لغوی معنی کے مطابق ہے، کیونکہ انتہا پسندی کا لغوی معنی، میانہ روی سے اعراض کرتے ہوئے اس کی کسی ایک طرف مائل ہونا ہے۔

انتہا پسندی کا مفہوم

انتہا پسندی معاملات میں سختی برتنا اور ان کا اس انداز سے سامنا کرنا ہے، جو میانہ روی اور حدِ اعتدال سے متجاوز ہو، نیز اس میں آسانی، نرمی اور رواداری سے پہلو تہی کی گئی ہو یا انتہا پسندی کسی چیز میں مبالغہ اور حد سے تجاوز کرتے ہوئے سختی کرنا ہے، گویا انتہا پسندی اور غلو معنی میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ اصولی طور پر انتہا پسندی اللہ تعالی کے احکامات اور شریعت سے تجاوز اور زیادتی کا نام ہے۔[14] انتہا پسندی کا تشدد کے ساتھ مضبوط تعلق ہے۔ ان دونوں کے درمیان ایک طبعی اور قریبی تعلق ہے، چنانچہ کبھی انتہا پسندی، سختی اور پھر تشدد کی طرف رخ کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے معنی میں باہمی تعلق اور ربط ہے۔ انتہا پسندی کی بنیاد فکری تشدد، جبکہ دہشت گردی کی بنیاد فکری اور مادی تشدد، دونوں پر ہے، کیونکہ جامع ازہر کے ادارہ تحقیقات اسلامی کی بیان کردہ تعریف کے مطابق دہشت گردی، پُر امن لوگوں کو خوف دلانا، ان کی مصلحتوں اور ضروریاتِ زندگی تباہ کرنا، نیز زمین پر ظلم اور فساد کرتے ہوئے لوگوں کی عزت، مال، آزادی اور انسانی وقار کو مجروح کرنا ہے۔[15] حاصل کلام یہ کہ دہشت گردی لوگوں میں خوف وہراس پھیلانا، خون ریزی اور ہتکِ عزت کرنا، مال لوٹنا اور امن وسلامتی کو خطرے میں ڈالنے کا نام ہے۔ یہ ایک مہلک اور ناقابل علاج بیماری ہے۔

تشدد اور انتہا پسندی میں فرق

میری رائے میں، اگرچہ یہ دونوں مفہوم اکثر جمع بھی ہو جاتے ہیں، لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ تشدد ایک عملی طریقہ ہے اور انتہا پسندی فکری طریقہ ہے، اس لیے بعض حضرات کی بیان کردہ تعریف کے مطابق تشدد ہر ایسا سیاسی اور اجتماعی حربہ ہے، جو جذباتی اور مادی قوت کے استعمال کے ذریعے ہدف حاصل کرنے اور جبر اور دباؤ کے ذریعے اپنے مطالبات تسلیم کروانے کے درپے ہوتا ہے۔[16] اس کے برعکس انتہا پسندی افکار، نظریات اور اصولوں کو تعبیر کرنے کا ہر ایسا میلان ہے، جس میں ان افکار و نظریات کے پورا ہونے کی کُڑھن کی وجہ سے خارجی حقائق بوجھل لگتے ہیں۔ الغرض انتہا پسندی ایسی فکر ہے، جو درست راستے، ثابت قدمی اور اعتدال سے ہٹی ہوتی ہے۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ انتہا پسندی اسلام کے بتائے ہوئے صحیح اور معتدل راستے سے روگردانی کا نام ہے۔

مغربی انتہا پسندی کا بیانیہ

'ہم' اور 'وہ'، 'میں' اور 'اُس' کی ذہنیت دُنیا بھر میں افراد، برادریوں اور معاشروں کو تقسیم کرنے والے مسائل کی جڑ ہے۔ یہ سوچ عالمی اتحاد کے لئے نا صرف زہر قاتل ہے بلکہ سماجی ہم آہنگی کو بگاڑتے ہوئے نفرت، تعصب اور تقسیم کو جنم دیتی ہے۔ پیو ریسرچ سنٹر (Pew Research Center) کی 2021ء کی رپورٹ کے مطابق، دُنیا بھر میں 76 فیصد مسلمانوں کو مذہبی تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔[17] گلوبل ٹیرارزم ڈیٹابیس (Global Terrorism Database) کی تحقیق

بتاتی ہے کہ 2001ء سے 2020ء تک 89 فیصد دہشت گرد حملے مسلمانوں سے منسلک کئے گئے جبکہ حقیقتاً اِن میں صرف 6.0 فیصد واقعات مسلمانوں کی جانب سے تھے۔[18] ایڈورڈ سعید (Edward Said) نے اپنی مشہور کتاب "Orientalism" میں مغرب کے اِن دوہرے معیارات کے بارے بڑی تفصیلات بیان کی ہیں جن میں انہوں نے خاص طور پر یہ وضاحت دی کہ مغرب کیسے مسلمانوں اور مشرق کو دقیانوسی تصورات کے تحت پیش کرتا ہے، جو بنیادی طور پر اسلامو فوبیا کو مزید تقویت دیتا ہے۔[19] اِسی تناظر میں سٹورٹ ہال (Stuart Hall)[20] جین باوڈرلرڈ (Jean Baudrillard)[21] اور نوم چومسکی (Noam Chomsky) نے بھی اپنی تحریروں میں بتایا کہ مغربی میڈیا حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتا ہے،[22] جبکہ مخصوص بیانیے اور عوامی رائے ترتیب دینے کے لئے با اختیار اور پاور فل لوگ میڈیا پلیٹ فارمز کا استعمال کرتے ہیں۔

مغربی انتہا پسندی مستشرقین کی نظر میں

اِنسائیکلوپیڈیا برٹینیکا (Encyclopedia Britannica) نے مسلمانوں اور اِسلام کے خلاف تعصب، خوف، نفرت اور دُشمنی کو 'اِسلامو فوبیا' قرار دیا ہے۔[23] 11/9 حملوں کے بعد مسلمانوں کو منظم زیادتیوں اور بدنامی کا سامنا کرنا پڑا، جس نے اسلام سے خوف اور نفرت (Islamophobia) کو جنم دیا۔ دی گارڈینٔ (The Guardian) کی رپورٹ کے مطابق، 11/9 حملوں کے بعد امریکہ اور یورپ میں اِسلام مخالف جرائم میں 500 فیصد اضافہ ہوا[24] جبکہ یورپیئن نیٹ ورک اگینسٹ ریسزم (European Network Against Racism) کی رپورٹ کے مطابق، 2018ء سے 2021ء کے دوران یورپ میں مسلم مخالف جرائم میں 70 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔[25] اسی طرح آکسفورڈ یونیورسٹی مائیگریشن آبزرویٹری (Oxford University's Migration Observatory) نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ برطانیہ میں مسلمان مہاجرین کے خلاف تعصب کی شرح دیگر گروہوں کے مقابلے میں 60 فیصد زیادہ ہے۔[26] مزید برآں! دیگر محققین نے بھی مسلمانوں کے خلاف ہونے والے اِن مظالم پر اپنے اپنے انداز میں آواز اُٹھائی ہے۔ ڈاکٹر جیک شاہین (Dr. Jack Shaheen) نے اپنی کتاب "Reel Bad Arabs" میں واضح طور پر لکھا کہ، ہالی ووڈ میڈیا مسلمانوں کو دہشت گرد اور منفی کرداروں کے طور پر پیش کرتا ہے۔[27] یاسمین جیوانی (Yasmin Jiwani) نے بھی میڈیا کی دقیانوسی عکاسی پر تحقیق کرتے ہوئے لکھا کہ میڈیا مسلمانوں کو دیگر گروہوں کے مقابلے میں زیادہ خطرناک دکھاتا ہے جو کہ حقیقت سے دور ہے۔[28] اِسی طرح، ایویلین السلٹینی (Evelyn Alsultany) نے "Arabs and Muslims in the Media" میں واضح طور پر لکھا کہ مغربی میڈیا مسلم شناخت کو اکثر غلط طریقے سے پیش کرتا ہے۔[29] [13] عالمگیریت کے اِس جدید دور میں تقسیم کی مزید پیچیدگیاں بڑھنے کی وجہ سے مذہب اور نسل جیسے عناصر تنازعات کا شکار ہیں جن میں 'وہ' اور 'ہم' کی تقسیم خاص طور پر مسلم کمیونٹی پر منفی اثرات ڈال رہی ہے۔ اِس تقسیم اور نفرت کی بڑھوتری میں مغربی میڈیا بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ امریکی اور ہالی ووڈ پروڈکشنز جیسے "Jack Ryan Homeland اور Sleeper Cell" وغیرہ نے مسلمانوں کو دہشت گرد اور مجرم کے طور پر پیش کیا۔[30] یونیورسٹی آف ساؤدھرن کیلیفورنیا (University of Southern California) نے 2021ء کی تحقیق میں لکھا کہ، 2017ء

سے 2019ء کے درمیان ریلیز ہونے والی 200 مقبول ترین فلموں میں صرف 1.6 فیصد کردار مسلمان تھے اوران میں سے اکثر کو منفی انداز میں پیش کیا گیا۔(31)

آزادی اظہار رائے کی حدود اور اسلام

اسلامی نظریہ آزادی اظہارے رائے کی حدود و قیود کو متعین کیا گیا ہے، جبکہ مغربی قوانین میں کسی بھی قسم کی حدود بندی نظر نہیں آتی اس لیے آزادی اظہار رائے کی انتہا پسندانہ فکر کا سہارا لے کر اسلام کے خلاف زہر اگلتا ہے۔اسلام جب ازادی اظہار رائے کا حق دیتا ہے تو ساتھ کڑی شرائط بھی عائد کرتا ہے اسلام ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل غیبت و بہتان تراشی جیسے قبیح افعال کی بیخ کنی کرتا ہے اسلام کسی کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ ازادی اظہار رائے یا تنقید کی اڑ میں جارحانہ زبان استعمال کرتے ہوئے دشنام طرازی کرے۔ارشاد باری تعالی ہے:یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ-وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ-بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ-وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ[32]"اے ایمان والو !مرد دوسرے مردوں پر نہ ہنسیں،ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں کسی کو طعنہ نہ دو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو، مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی برا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں ۔"تعلیمات اسلام اپنے تمام پیروکاروں اور ماننے والوں کو دیگر تمام ادیان کا احترام کرنے کی تلقین کرتا ہے تاکہ لوگوں کے مذہبی جذبات اور احساسات مجروح نہ ہوں:وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍؕ-كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ۪-ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ[33]"اور اُنہیں برا بھلا نہ کہو جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ زیادتی کرتے ہوئے جہالت کی وجہ سے اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے یونہی ہم نے ہر اُمت کی نگاہ میں اس کے عمل کو آراستہ کردیا پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے تو وہ انہیں بتادے گا جو وہ کرتے تھے۔"

تعلیمات اسلام کا یہ نظریہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اسلام کسی صورت میں انتہا پسندی کا درس نہیں دیتا اور تعلیمات اسلام میں انتہا پسندانہ رویے کی سخت ممانیت کی گئی ہے جبکہ مغربی معاشرے میں دوسروں کے احساسات اور جذبات کے متعلق قوانین نہیں بنائے گئے اگر بنائے گئے ہیں تو ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔جہاں تک حدو قدبندی کی بات ہے تو مغربی قوانین میں آزادی اظہار رائے کے متعلق کوئی شرائط عائد نہیں کی گئی ہیں۔

ازادی اظہار رائے کا مغربی تصور اور انتہا پسندی

مغرب کی روسے ازادی اظہار رائے سے مراد ارا کا اظہار کا ایسا حق ہے جس میں ہر فرد اپنے خیالات اور اپنی ارا بغیر کسی حکومتی انتقامی کاروائی یا معاشرتی رد عمل کے عزادانہ ظاہر کرسکے۔[34] مغربی مفکر نگل وارٹن کے نزدیک اظہار رائے کی کسی بھی جمہوری معاشرے میں خاص اہمیت ہوتی ہے۔کیونکہ جمہوریت میں کسی بھی ووٹر کو مختلف ارا حقائق اور تشریحات سے خاص دلچسپی ہوتی ہے۔[35] اقوام متحدہ کے بین الاقوامی چارٹر کی اٹھویں شق کے مطابق ہر شخص کو ازادئ فکر اور ازادی مذہب کا پورا حق ہے اس حق میں مذہب یا کسی عقیدے کو تبدیل کرنے اپنے مذہبی یا کسی عقیدے کی تبلیغ کرنے کی ازادی بھی شامل ہے جبکہ اسی چارٹر کی 19 ویں شرک کے مطابق کسی بھی شخص کو اپنی رائے رکھنے اور ازادانہ اپنی رائے کے اظہار

کا حق حاصل ہے۔[36] اقوام متحدہ کے چارٹر کی مذکورہ دونوں دفعات میں کہیں بھی اظہار رائے کی ازادی کی کوئی بھی حدود و قیود بیان نہیں کی گئی مغرب چونکہ ریاستی اور معاشرتی معاملات میں دین اور مذہب کے کردار کو نظر انداز کر چکا ہے چنانچہ مذہب کو فرد کے ذاتی معاملے کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے مزید براں یہ حقیقت بھی عیاں ہے کہ مغرب ازادی اظہار رائے کو مبہم انداز میں پیش کرتا ہے یعنی اس کی اصلیت کو چھپا کر اسے مطلق ازادی کہہ کر پیش کیا جاتا ہے۔[37] ڈاکٹر محمد یوسف القرضاوی بعض مغربی ممالک کے نظریہ ازادی اظہار رائے اور ازادی فکر و عمل پر ناقدانہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ ملحدانہ مغربی فکر کے علمبرداروں نے دین و ایمان کے خلاف اس لیے بہت پروپیگنڈا کیا ہے اور انتہا پسندی کا مظاہرہ کیا ہے کہ مذہب انسان پر بعض ضروری پابندیاں عائد کرتا ہے اور قدم قدم پر اس کی ازادی کو سلب کر لیتا ہے اس کے مقابلے میں انہوں نے بنام علم جو نظریہ پیش کیا ان کا دعوی یہ ہے کہ اس میں فرد کی ازادی میں کہیں مداخلت نہیں کی گئی چنانچہ اج بھی کئی مغربی ممالک میں مسلمانوں کو اسلامی فکر و عمل کو اپنانے اور فروغ دینے پر نہ صرف کئی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ بسا اوقات غیرت ایمانی کو للکارا جاتا ہے جس میں مسلمانوں کی مقدسات اور مقدس شخصیات اور شعائر اسلام کی توہین کی جاتی ہے اس میں سر فہرست ڈنمارک اٹلی اور فرانس کا نام ہے یورپی ممالک میں فرانس وہ پہلا ملک ہے جہاں باقاعدہ طور پر نیشنل اسمبلی میں خواتین پر حجاب کی پابندی کا بل بھی پاس کیا گیا اس بل کی رو سے مسلمان خواتین کو عوامی مقامات پر حجاب پہننے کی ازادی نہیں اگرچہ اس بل کی منظوری کے بعد فرانس کو مسلم دنیا کی طرف سے شدید تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود فرانس اور اس کے ہم خیال دیگر ریاستوں میں مختلف بہانوں سے اسلامی فکر و عمل کی حوصلہ شکنی کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

اگر مغرب کے تصور ازادی رائے کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کا ازادی رائے کا پیمانہ دوغلے پن پر مبنی ہے اگر ایک مسلمان خاتون حجاب اوڑھے تو اسے خبر تین کے حقوق پر یلغار تصور کیا جاتا ہے اور جب کوئی عیسائی راہبہ باحجاب ہو تو اسے روحانی دنیا کا علمبردار تصور کیا جاتا ہے اگر مسلمان مرد داڑھی رکھے تو وہ بنیاد پرستی کی علامت بن جاتا ہے جبکہ یہی داڑھی ایک یہودی رکھے تو وہ یہودی شناخت کی حفاظت تصور کی جائے جبکہ مسلمان ممالک میں شریعت کا نام لیں تو مغرب انسانی حقوق کا نعرہ بلند کر دے کرے لیکن جب اسرائیل مذہب کے نام پر ریاست قائم کرے تو اس کی حمایت کی جائے اسی طرح جب مغرب ممالک میں اسلامی شعائر اور مذہبی مقدسات اور مذہبی شخصیات انبیاء کرام کی کی شان میں نازیبہ کلمات اور گستاخانہ الفاظ کہے جائیں تو اس کو ازادی اظہار رائے کا نام دے دیا جاتا ہے جبکہ یہود کی حمایت میں ہولو کاسٹ کو ایسی تقدیس بخشی جاتی ہے کہ اس کی تکذیب گناہ عظیم قرار دیا جاتا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مغرب کے قوانین پر مبنی نظام بھی انتہا پسندی اور شدت پسندی کو فروغ دیتا ہے اور جب کہ اسلام کی تعلیمات میں کسی مقام پر کسی اصول اور کہیں بھی قوانین کے اندر شدت پسندی اور انتہا پسندی کی تعلیمات کا شائبہ تک بھی نہیں پایا جاتا۔ ہاں اگر اسلامی ممالک میں کہیں تعصب اور انتہا پسندی کے رجحانات موجود ہیں تو وہ ان مذہبی اور مسلکی اختلاف کی بنیاد پر ان کو انتہا پسندی اور تعصب بنا لیا گیا لیکن در حقیقت اسلام کی تعلیمات قران و سنت کے اندر کسی بھی جگہ ایسی تعلیمات نہیں دی گئی بلکہ ایسی فکر اور ایسے نظریے کی مذمت کی گئی ہے۔

اسرائیلی مظالم اور مغربی انتہا پسندانہ سرپرستی

ایک رپورٹ کے مطابق ۱۹۴۸ء سے پہلے اسرائیل کی مقبوضہ سرزمین پر آٹھ لاکھ عرب مسلمان آباد تھے، جن میں سے بعد ازاں اسرائیلی ظلم و ستم اور جارحیت کے نتیجے میں بچ رہنے والوں کی تعداد ایک لاکھ ستّر ہزار رہ گئی اور چھ لاکھ تیس ہزار فلسطینی دیگر عرب ممالک میں ہجرت پر مجبور ہوئے۔ انہیں اپنے گھروں سے جبری بے دخل کیا گیا، جہاں فلسطینیوں کے آباء و اجداد ہزارہا برس سے مقیم تھے، اسرائیل نے ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۷ء، ۱۹۷۳ء کی جنگوں اور بعد ازاں ۱۹۸۲ء میں لبنان پر چڑھائی کر کے اپنی سرحدوں کو وسیع تر کیا۔[38] یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ یہودی اپنی مذہبی روایات، نسلی تفاخر، مذہبی تعصب، انتہا پسندی، بدترین جارحیت اور فلسطین پر غاصبانہ قبضے اور اپنے مذموم عزائم کی بدولت فلسطینی مسلمانوں پر بدترین مظالم ڈھا رہے ہیں، وہ عہد نامہ قدیم اور "تالمود" میں موجود بدترین نسلی اور مذہبی تعصب پر مبنی روایات اور تعلیمات کو عالمی مذاہب میں صرف اور صرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ اس سب جارحیت، انتہا پسندی اور ظلم و بربریت کو اہلِ مغرب نے کبھی دہشت گرد نہیں کہا بلکہ سرپرستی کا فریضہ انجام دیا۔

مغربی انتہا پسندی اور انسانی حقوق کی پامالی

اسرائیل، قوم یہود کی جارحیت، نسلی تعصب، مذہبی جنون اور غارت گری کا شکار نصف صدی سے زیادہ عرصے سے صرف اور صرف مسلمان ہیں، طرفہ تماشا یہ کہ تہذیبی اقدار، احترامِ انسانیت، بنیادی انسانی حقوق، عالمی امن، انسان دوستی اور عالمی ضمیر کے نام نہاد ترجمان اور اخلاقی اور قانونی قدروں کے نام نہاد امین اس پر نہ صرف خاموش بلکہ اسرائیلی جارحیت کے معاون، مددگار اور اس کے وکیل کے طور پر سامنے آتے ہیں، آج خود ساختہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کی توپوں کا رخ بھی صرف اور صرف مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی طرف ہے۔ مسلمان اپنے ہی ملک میں عالمی اور صہیونی جارحیت کا شکار نظر آتے ہیں۔ ایسے میں امن کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں پر بدترین اسرائیلی مظالم، جارحیت، سفاکی و درندگی، شدید تعصب و تنگ نظری، بہیمانہ سلوک کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ تاریخی حقیقت پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ اسلام اور مسلم حکمرانوں نے تاریخ کے ہر دور میں عدل، مساوات، رواداری، انسان دوستی، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور مذہبی رواداری پر مبنی اسلامی روایات اور تعلیمات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا۔ تاریخی حقائق اس پر گواہ ہیں۔۔[39] اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں بالخصوص عہدِ نبویؐ، عہدِ خلافتِ راشدہ، دورِ اموی، عہدِ عباسی اور بعد کے ادوار میں "یہودیوں" کو جو مذہبی آزادی حاصل رہی، مسلم حکمرانوں نے ان کے ساتھ جو مثالی سلوک روا رکھا، انہیں جس طرح مذہبی، معاشرتی اور قانونی تحفظ فراہم کیا گیا، جس طرح رواداری برتی گئی، وہ ایک روشن مثال ہے۔ چناں چہ عالمی شہرت یافتہ برطانوی مورخ کیرن آرمسٹرانگ (Karren Armstrong) اپنی کتاب "The Battle for God" میں اعترافِ حقیقت کے طور پر رقم طراز ہے: "اسلامی دنیا میں یہودیوں کو محدود نہیں رکھا گیا، بلکہ انہیں عیسائیوں کی طرح "ذمیوں" کا درجہ حاصل تھا، جس سے انہیں شہری اور عسکری تحفظ مل گیا تھا، مسلمانوں نے یہودیوں پر ظلم و ستم نہیں ڈھائے" اسلامی دنیا میں سامیت دشمنی کی کوئی روایت نہیں ملتی، اگرچہ ذمی دوسرے درجے کے شہری تھے، تاہم انہیں مکمل آزادی حاصل تھی۔ وہ اپنے معاملات اپنے قوانین کے مطابق طے کر سکتے تھے اور مرکزی دھارے کے کلچر اور تجارت میں شمولیت کے لیے یورپ کے یہودیوں سے کہیں زیادہ آزاد تھے۔"۔[40]

مغربی مصنف وکٹر ای مارسڈن (Victor E- Marsden) "World Conquest Through World Government the Protocols of the Learned Elders of Zion" میں لکھتا ہے: "(عہدِ نبویؐ اور بعد ازاں خلافتِ راشدہ میں) یہود کو ان کی بد اعمالیوں کے سبب سرزمین عرب سے خارج کرنا تو ناگزیر ہو چکا تھا، تاہم مسلمان ان سے اہل کتاب ہونے اور ذمی ہونے کی بناء پر حسن سلوک ہی کا مظاہرہ کرتے رہے، چناں چہ جہاں تک اسلامی سلطنت پھیلتی گئی، وہ بھی آگے بڑھتے رہے۔ [41] عربوں نے انہیں مصر، فلسطین، شام اور ایران کہیں سے بھی بے دخل نہ کیا، وہ بے خوف ہو کر کھیتی باڑی اور تجارت کرتے رہے، ان کے اسقف اعظم بابل، آرمینیا، ترکستان، ایران اور یمن میں اپنے اپنے علاقوں کے یہود کے لیے شہزادوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں کا زریں دور یہود کا بھی زریں دور تھا، ان کی مذہبی، سماجی اور اقتصادی سرگرمیوں پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی، ظہورِ اسلام سے قبل کے ہسپانوی حکمرانوں نے ان کی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں کے باعث انہیں اس قدر کچل دیا تھا کہ انہیں ایک صدی تک سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکی، لیکن مسلمانوں نے ایک بار پھر انہیں باعزت زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا"۔ [42] مغربی مصنف رون ڈیوڈ اپنی کتاب "قومیں جو دھوکہ دیتی ہیں" میں لکھتے ہیں: "عربوں کے سنہری دور کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے پرورش کی، ایک یہودی سنہرے دور کی۔" یعنی اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں مسلم حکمرانوں نے یہودیوں کو مذہبی آزادی فراہم کی، عربوں کے روادارانہ رویے کی بناء پر یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ یہودیوں کے لیے ایک سنہری دور تھا، جس میں بلا تفریق مذہب انہیں مکمل مذہبی اور معاشرتی آزادی حاصل تھی۔ [43]

خلاصہ بحث

امت اسلامیہ اپنے پیغام شریعت اصولوں اور اقدار میں معتدل و متوسط ہے، صراط مستقیم اور معتدل منہج کی پابندی کرتی ہے نیز اخلاص کے ساتھ ملت و قوم اور افراد کی اس انداز کے ساتھ اصلاح کی طرف گامزن ہے جو ان کے لیے سعادت اور نجات کا باعث بنتی ہے اسی طرح اعلی نمونے بلند اقدار اور نرم واسان تعلیمات کے باہمی امتزاج بھی بنیاد پر ان کے لیے دنیا کی عزت اور اخرت میں کامیابی کی ضمانت دیتی ہے اس امت کا عدل اور خیر کے ساتھ موصوف ہونا اسے قائد اور رہنما بنا دیتا ہے یہ شرص اسے ایمان، احسان، عدل انصاف، اور اعتدال کی پابندی کرنے اس کے عقیدے کی درستی اور اس کے نظام شریعت اور منہج کی درستگی کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اس تحقیقی جائزے سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ** اسلام سراسر امن، اعتدال اور رواداری کا دین ہے، جو انسانی اقدار، عدل و انصاف، مذہبی آزادی اور باہمی احترام کو فروغ دیتا ہے۔ ** قرآن و سنت کی تعلیمات میں انتہا پسندی، جبر، ظلم اور شدت پسندی کا کوئی تصور نہیں۔ اس کے برعکس مغربی دنیا کا سیاسی و معاشی ڈھانچہ اور بین الاقوامی قوانین نہ صرف انتہا پسندی پر مبنی ہیں بلکہ عالمی امن و انسانیت کے لیے خطرے کا باعث بھی ہیں۔ عراق، فلسطین، کشمیر اور افغانستان کے واقعات اس انتہا پسندی کی عینی مثالیں ہیں۔ مغرب اپنی طاقت کے نشے میں عدل و توازن کو پس پشت ڈال کر ایسے رویوں کو جنم دیتا ہے جو شدت پسندی اور استحصال کی بدترین صورتیں ہیں۔ مزید برآں، آزادیٔ اظہار کے نام پر اسلامی مقدسات کی توہین اور مسلمانوں کے خلاف میڈیا و سیاسی مہم جوئی اس بات کا ثبوت ہے کہ مغربی انتہا پسندی کے اثرات ہمہ گیر ہیں۔ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ** اسلام کا اعتدال پر مبنی نظام حیات ہی

انسانیت کے لیے حقیقی امن، انصاف اور بقائے باہمی کی ضمانت ہے، جبکہ مغربی انتہا پسندانہ رویے دنیا کو مسلسل بحرانوں اور تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

سفارشات

- زیر بحث عنوان کی درج ذیل اہم سفارشات درج ذیل ہیں۔
- بین الاقوامی علمی حلقوں میں "انتہا پسندی" کو صرف مذہب یا خاص طور پر اسلام کے ساتھ جوڑنے کے بجائے سیاسی، معاشی اور قانونی نظاموں کے تناظر میں بھی متعین کرنے کی ضرورت ہے۔
- جامعات، اور تحقیقی اداروں اور داعیان اسلام کی ذمہ داری ہے کہ میڈیا کے ذریعے اسلام کے اعتدال پسند اور رواداری پر مبنی پہلوؤں کو اجاگر کریں، تاکہ عالمی سطح پر اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈے کا ازالہ ہو سکے جو اسلام کو انتہا پسندی کے ساتھ جوڑتا ہے۔
- مغربی میڈیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جاری پروپیگنڈے کا مقابلہ تحقیقی مضامین، مستند ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اور اکیڈمک کانفرنسز کے ذریعے کیا جانا چاہیے۔
- مدارس، جامعات اور اسکولز کے نصاب میں اعتدال، برداشت اور رواداری کے اصولوں کو شامل کیا جائے تاکہ نئی نسل کو علمی اور فکری سطح پر انتہا پسندی کے رجحانات سے محفوظ رکھا جا سکے۔
- بین الاقوامی فورمز پر مغرب کے سیاسی و معاشی نظام کے تضادات اور دوہرے معیارات (مثلاً انسانی حقوق اور آزادیٔ اظہار کے معاملے میں) کو علمی و تحقیقی انداز میں بے نقاب کیا جائے۔
- انتہا پسندی کے مسئلے پر مسلم اور مغربی محققین کے درمیان مشترکہ تحقیقی منصوبے اور مکالمے کو فروغ دیا جائے تاکہ غلط فہمیوں میں کمی اور حقائق پر مبنی مکالمہ ممکن ہو سکے۔

حوالہ جات

(1) ابن فارس، ابی الحسن احمد بن فارس، مقاییس اللغۃ، دالفکر، بیروت لبنان، ۱۹۸۹، ج:2، ص:90

(2) الفیومی، احمد بن محمد بن علی، المصباح المنیر، دار المعارف، القاہرۃ، ۱۹۹۹، ص:140

(3) فیروز آبادی، محمد بن محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دار لکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۱۹۹۱، ص:1075

(4) ابن منظور افریقی، جمال الدین، لسان العرب، دار الکتب العلمیہ، بیتوت، ۲۰۰۰، ج:8، ص:146

(5) زیات، احمد حسن، المعجم الوسیط، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۲۰۰۵، ج:2، ص:555

(6) الموسوعۃ العربیۃ العالمیۃ، (کلمۃ رادیکالیۃ)، مکتبہ العصریۃ، بروت، ج:۳، ص:324

(7) Neumann, P. R. (2010). *Prisons and terrorism: Radicalisation and de-radicalisation in 15 countries*. International Centre for the Study of Radicalisation and Political Violence (ICSR), King's College London.

(8) ابن تیمیہ، تقی الدین احمد، مجموع الفتاوی، دار الوفاء، بیروت، ج13، ص:359

(9) ایضا:360

(10) القرآن، الانعام:164

(11) ابی حیان اندلسی، محمد بن یوسف الشہیر، البحر المحیط، دار لکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۳، ج:7 ص:293

(12) الارھاب والعنف والتطرف فی ضوء القرآن والسنة للدکتور الاوصیف، ص:35

(13) مجموع الفتاوی العلامة ابن باز، 8/236

(14) زھرانی، ابراھیم (2006)، ظاھرة الغلو علی ضوء القرآن الکریم: حقیقتہ، واسبابہ، وعلاجہ۔ مجلة البحوث الامنیة، العدد (32)، کلیة الملک الامنیة، ص:17-81

(15) یہ تعریف جامع ازہر قاہرہ کے "ادارہ تحقیقات اسلامی" نے دہشت گردی کی صورتِ حال کے متعلق ایک رپورٹ میں بیان کی، شعبان 1422ھ۔ اس سے ملتی جلتی تعریف رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے، انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی نے اپنے سولہویں اجلاس میں کی، شوال 1422ھ کو منعقد ہوا تھا۔ اس ادارے کی تعریف کے مطابق انتہاپسندی ایک ایسی جارجیت کا نام ہے، جسے افراد، گروہ یا ملک، انسان کی جان، مال، دین، عقل اور عزت پر ظلم کرتے ہوئے اپناتے ہیں۔ لوگوں کو ڈرانا، دھمکانا، اذیت پہنچانا اور ناحق قتل کرنا وغیرہ مختلف طرح کے حربے بھی اس میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ خون خرابہ، راستوں میں خوف و ہراس پھیلانا، ڈاکہ زنی، خطرناک اور پُر تشدد کارروائی بھی دہشت گردی کے زمرے میں آتی ہے۔

(16) محمد بن جماعة کی کتاب: الحرکات الاسلامیة فی المجتمع العربی: ایک تنقیدی مطالعہ

(17) Pew Research Center. (2024, March 5). Harassment of religious groups returned to peak level in 2021.

(18) National Consortium for the Study of Terrorism and Responses to Terrorism (START). (n.d.). Global Terrorism Database. University of Maryland. Retrieved March 15, 2025,
from https://www.start.umd.edu/research-projects/global-terrorism-database-gtd

(19) Said, E. (1978). Orientalism pantheon books. New York.

(20) Hall, S. (1982). The rediscovery of ideology: Return of the repressed in media studies. In M. Gurevitch, T. Bennett, J. Curran, & J. Woollacott (Eds.), Culture, society and the media (pp. 56-90). Routledge.

(21) Baudrillard, J. (1994). Simulacra and simulation (S. F. Glaser, Trans.). University of Michigan Press. (Original work published 1981

(22) Chomsky, N., & Herman, E. S. (1988). Manufacturing consent: The political economy of the mass media. Pantheon Books

(23) 7]]Encyclopedia Britannica. (2023). Islamophobia. In Encyclopedia Britannica. Retrieved March 16, 2025, from https://www.britannica.com/topic/Islamophobia

(24) Khan, Z. (2016, June 21). A dangerous rise in anti-Islamic crimes in the US. Deutsche Welle.
https://www.dw.com/ur/امریکا-میں-اسلام-مخالف-جرائم-میں-خطرناک-حد-تک-اضافہ/a-19345838

(25) European Union Agency for Fundamental Rights. (2024, October 24). Muslims in Europe face ever more racism and discrimination. European Union.

https://fra.europa.eu/en/news/2024/muslims-europe-face-ever-more-racism-and-discrimination۔

(26) 10. M., & Kone, Z. (2018). Unsettled status? Which EU citizens are at risk of failing to secure their rights after Brexit? Migration Observatory, University of Oxford. https://migrationobservatory.ox.ac.uk/resources/reports/unsettled-status-which-eu-citizens-are-at

(27) Shaheen, J. G. (2003). Reel bad Arabs: How Hollywood vilifies a people. The ANNALS of the American Academy of Political and Social science, 588(1), 171-193.

(28) Jiwani, Y. (2011). Discourses of denial: Mediations of race, gender, and violence. UBC Press.

(29) Alsultany, E. (2012). Arabs and Muslims in the media: Race and representation after 9/11. New York University Press.

(30) Annenberg Inclusion Initiative. (2022). Erased or extremists: The stereotypical view of Muslims in popular media. University of Southern California. https://assets.uscannenberg.org/docs/aii-study-muslim-erased-or-extremists-20220901.pdf

(31) Shaheen, A., Smith, S. L., Choueiti, M., & Pieper, K. (2021). Missing & Maligned: The reality of Muslims in popular global movies. Annenberg Inclusion Initiative, University of Southern California.

(32) القرآن، الحجرات:۱۱

(33) القرآن، الانعام:۱۰۸

(34) فاروق عبد اللہ، محمد عبد اللہ، آزادی اظہار کی حدود و قیود، مسئلہ عصبیت انبیاء اور قوام متحدہ، مجلہ علوم اسلامیہ دینیہ ج:۳، شمارہ:۲۰۱۸

(35) 26Nigel Warburton. Free Speech: A Very Short Introduction. Oxford, UK: Oxford Universitypress,2009,3

(36) Zeid Ra'ad Al Hussein. Universal declaration of human Rights. Geneva 10. Switzerland:Office of the United Nation High commissioner for Human rights regional Office for Europe (OHCHR)). 38

(37)

http://www.zindgienau.com/Issues/2019/January2019/images/unicode_files/heading3.htm

(38) https://jang.com.pk/news/1285160

(39) https://jang.com.pk/news/1285160

(40) https://jang.com.pk/news/1285160(۵۶

(41) کرن، آرم اسٹرانگ، مترجم، محمد احسن بٹ، ترجمہ: خدا کے لیے جنگ،، لاہور، نگارشات، ۲۰۰۶ء، ص ۵۶

(42) وکٹر، ای مارسڈن، ، مترجم، محمد یحییٰ خان، یہودی پروٹوکولز، تر، ، لاہور، نگارشات پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء، ص ۶۰۔۶۱

(43) رون ڈیوڈ، ترجم: رضی الدین سید قومیں جو دھوکہ دیتی ہیں، م، کراچی، راحیل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص ۳۶